

## زبان، زبان سیکھنے اور کثیر لسانیت کے بارے میں

### 1.0 تعارف

اس نصاب کو بنیادی طور پر زبان کی تعلیم کے لیے ایک واضح فریم ورک کی حیثیت سے تیار کیا گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مختلف ریاست، ضلع اور بعض صورتوں میں چند مختلف بلاک اپنے اپنے مقامی حالات کے پیش نظر اس کا موزوں و مناسب استعمال کر سکتے ہیں نیز اس نصاب کو بچوں کی مختلف النوع صلاحیتوں سے بھی ہم آہنگ کیا گیا ہے۔

بنی نوع انسان مختلف مقاصد کے پیش نظر زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ دیکھنے اور سننے کی صلاحیت سے محروم بچے بھی عام بچوں کی طرح ترسیل کے لیے بہت ہی عمدہ طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے یہ قطعی حیرت انگیز امر نہیں کہ زیادہ تر لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان کے بارے میں وہ تمام چیزیں جانتے ہیں جو انھیں جاننا چاہیے۔ بلاشبہ یہ افسوس ناک امر ہے۔ زبان صرف ذرائع ترسیل ہی نہیں بلکہ ایک ایسا وسیلہ بھی ہے جس کے ذریعے بیشتر علوم حاصل کیے جاتے ہیں۔ دراصل یہ ایک ایسا نظام ہے جو بہت حد تک ہمارے گرد و پیش کی عکاسی کرتا ہے۔ نیز مختلف طریقوں سے یہ ہماری شناخت کی علامت ہوتی ہے اور انجام کار سماجی اقتدار سے اس کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نہ صرف دوسروں سے بلکہ خود سے بھی بات کرنے کے لیے ہم زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ دراصل خود سے بات کرنا زبان کا ایک اہم استعمال ہے۔ اگر ہم اس کا استعمال نہیں کریں گے تو پھر اپنی فکر کا اظہار کیسے کریں گے؟

ہمیں مختلف علوم مثلاً تاریخ، طبیعیات یا ریاضی کو سمجھنے کے لیے زبان کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح خواہ فطرت کا مشاہدہ کریں یا سماج کا ہم زبان کو ہر جگہ پاتے ہیں۔ یہ زبان ہی ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ یہ برف ہے یا ice یا snow یا 20 سے زائد ایسے الفاظ جن کا استعمال یکساں مادہ کے لیے ہو سکتا ہے جیسا کہ اسکیمو (شمالی امریکہ کے قدیم نسل کے افراد) کرتے ہیں۔ جب کبھی کوئی طبقہ ایک الگ ریاست کی مانگ کرتا ہے تو وہ ہمیشہ زبان کا مسئلہ اٹھاتا ہے۔ ہندوستان میں بہت سے لوگوں نے آئین کے آٹھویں شیڈول میں اپنی زبانوں کو شامل کرانے کی نہایت سنجیدہ کوشش کی ہے۔ جہاں تک زبان اور قوت کے مابین رشتے کا تعلق ہے تو ہم سبھی جانتے ہیں کہ جب ہم ایک خاص تلفظ یا رسم الخط پر زور دیتے ہیں کہ یہ 'درست' ہے، یہ 'خالص' ہے اور یہ 'معیاری' ہے تو عملاً ہم یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اگر آپ سماج میں طاقت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو بھی ایسا ہی کرنا پڑے گا۔

زیادہ تر بچے اسکول جانے سے پہلے نہ صرف ایک بلکہ متعدد زبانیں سیکھ جاتے ہیں اور جب کوئی بچہ پہلی بار اسکول





آتا ہے تو وہ تقریباً 5000 سے زائد الفاظ جانتا ہے۔ گویا کثیر لسانیت پسندی ہماری شناخت کی جزو ترکیبی ہے۔ یہاں تک کہ کسی دور دراز کے گاؤں میں ایک ایسا بچہ جو صرف ایک زبان جانتا ہے، اس کے پاس الفاظ کا اتنا ذخیرہ ہوتا ہے کہ وہ مناسب طریقہ سے مختلف حالات میں خود کی ترسیل کرتا ہے۔ ہمیں یہ بھی دھیان میں رکھنا چاہیے کہ متعدد موجودہ مطالعے کثیر لسانیت پسندی کے ساتھ تعلیمی ارتقاء، سماجی اعتدال پسندی، درسی کامیابی اور مختلف افکار کے مثبت رشتے کو مؤثر طریقے سے واضح کیا ہے۔

سائنسی نقطہ نظر سے تمام زبانیں بشمول ”بول چال کی زبان“، ”قبائلی“، ”مخلوط“ یا ”غیر خالص“ زبانیں یکساں ہوتی ہیں۔ اگرچہ تمام زبانوں کی اپنی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں تاہم ایک دوسرے سے مل کر ہی پروان چڑھتی ہیں۔ ایسی جماعت میں جہاں متعدد زبانیں پڑھائی جاتی ہیں ہر بچوں کی زبان کا احترام لازمی ہے اور اسے زبان کی تعلیم کے سلسلے میں بطور ایک منصوبہ کے استعمال کیا جانا چاہیے۔

### 1.1 شعبہ زبان

تمام بچے تین سال کی عمر سے قبل نہ صرف اپنی زبان کے بنیادی اور ذیلی نظام سیکھ جاتے ہیں بلکہ مناسب ڈھنگ سے ان کا استعمال بھی کرنے لگتے ہیں (یعنی بچے نہ صرف لسانیات بلکہ ترسیلی لیاقت بھی حاصل کرتے ہیں)۔ تین سالہ بچوں کے ساتھ کسی علمی موضوع پر جو اس کے درس سے متعلق ہو، با مقصد گفتگو کرنا واضح طور پر ممکن ہے۔ اس لیے ایسا لگتا ہے کہ نارمل بچے جنہیں محبت و شفقت حاصل ہوتی ہے وہ غالباً فطری زبان کے شعبے کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ چومسکی (Chomsky) نے کہا ہے۔ اگرچہ تمام زبانوں میں مختلف چیزوں کے لیے مختلف الفاظ، محاورے اور تعبیرات وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں تاہم یہ مختلف اجزا پر مشتمل ہوتے ہیں مثلاً اسم، فعل اور اسم صفت یا پھر فاعل، فعل، مفعول (جیسا کہ انگریزی میں ہوتا ہے) یا مفعول، فاعل، فعل (جیسا کہ ہندی میں ہوتا ہے) یا پھر ایسے متعدد اصول و ضوابط جو مختلف زبانوں میں موجود ہوتے ہیں (1.2 میں دیکھیں)۔ فطری شعبہ زبان سے واقفیت رکھنے کے دو اہم تعلیمی نتائج ہوتے ہیں: مناسب ایکسپوزر ملنے سے بچے نئی زبان آسانی سے سیکھ لیں گے، زبان کی تعلیم دیتے وقت قواعد سے زیادہ مضمون پر توجہ دینی چاہیے۔

### 1.2 زبان بحیثیت قواعد کی پابند نظام

ماہر لسانیات کے لیے جو سائنٹفک طور پر زبان کی ساخت کا مطالعہ کرتے ہیں ان زبان کے قواعد نہایت نظریاتی ہوتے ہیں جن میں متعدد ذیلی نظام بھی شامل ہیں۔ آواز کی سطح پر دنیا کی تمام زبانوں کا صوتی آہنگ، موسیقی اور آواز کے اتار چڑھاؤ سے گہرا تعلق ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان کی کوئی زبان یا پھر انگریزی زبان کسی لفظ کے شروع میں تین سے زیادہ حرف صحیح کی اجازت نہیں دیتی ہے اور جب کبھی بھی تین حروف کی اجازت ہوتی ہے تو ان کا انتخاب محدود ہوتا ہے۔ پہلا

حرف صحیح 'S'، دوسرا صرف 'K'، 'T' یا 'P'، اور تیسرا صرف 'Y'، 'R' یا 'W' جیسا کہ ہندی میں 'Strii' (Women) یا انگریزی میں 'Street'، 'Spring'، 'Squash'، 'Screw' وغیرہ۔ اسی طرح الفاظ، جملے اور گفتگو کی سطح پر بھی زبان قواعد کی پابند ہوتی ہے۔ ان میں سے چند قواعد کا تعلق ہمارے فطری شعبہ زبان سے ہوتا ہے لیکن زیادہ تر کی تشکیل سماجی و تاریخی پس منظر میں ہوتی ہے اور ان میں وقت اور مقام سے قطع نظر سماجی و انفرادی سطح پر بہت اختلاف ہوتا ہے۔ اس قسم کے لسانی اختلافات ہمیشہ کلاس روم میں نظر آ جاتے ہیں۔ اساتذہ کو اس سے باخبر رہنا چاہیے اور جتنا ممکن ہو اسے تعمیری طور پر استعمال کرنا چاہیے۔

### 1.3 تقریر اور تحریر

تقریر اور تحریر میں بنیادی فرق یہ ہے کہ تحریری زبان کا مشاہدہ شعوری طور پر ہوتا ہے جو وقت کے ساتھ منجمد ہو جاتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ہم اس کی جانب رجوع کر سکتے ہیں۔ جبکہ بول چال کی زبان طبعاً انتقال پذیر ہوتی ہے اور تحریری زبان کے مقابلے اس میں تبدیلی تیز رفتاری سے ہوتی ہے۔ اس لیے تقریری اور تحریری زبان کے مابین اختلاف کو دیکھ کر حیران نہیں ہونا چاہیے۔ زبان اور رسم الخط میں کوئی بنیادی تعلق نہیں ہوتا ہے؛ انگریزی کے بول چال کی زبان اور رومن رسم الخط یا سنسکرت کے بول چال کی زبان یا ہندی زبان اور دیوناگری رسم الخط کے مابین کوئی مقدس رشتہ نہیں ہے۔ دراصل دنیا کی ساری زبانیں معمولی تبدیلی کے ساتھ ایک رسم الخط میں لکھی جاسکتی ہیں اور ایک زبان دنیا کی تمام رسم الخط میں لکھی جاسکتی ہے۔ زبان اور رسم الخط کے مابین تعلق کا یہ شعور اہم تعلیمی نتائج کا باعث ہوتا ہے۔ جو اساتذہ اس شعور سے باخبر رہتے ہیں وہ اکثر اپنی غلطیوں کی اصلاح کر لیتے ہیں اور جدید تعلیمی طریقہ کار وضع کرنے لگتے ہیں۔

### 1.4 زبان، ادب اور جمالیات

زبان کے متعدد اعمال ہوتے ہیں جن کے بارے میں تعلیمی زبان کا منصوبہ بنانے والوں نے بہت زیادہ زبانی جمع خرچ کیا ہے۔ زبان میں دنیا کا مشاہدہ کرنے کی خصوصیت کے علاوہ مختلف افسانوی عناصر شامل ہیں۔ شاعری، نثر اور ڈراما نہ صرف ہمارے ادبی شعور کو خالص بنانے کے مؤثر ذرائع ہیں بلکہ ان سے ہماری جمالیاتی زندگی اور صلاحیت کو تقویت ملتی ہے اور لسانی صلاحیت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے، خصوصاً پڑھنے کا فہم اور لکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ادب میں لطیف، طنز، خواب و خیال کی باتیں، کہانی، پیروڈی اور تمثیل وغیرہ شامل ہوتی ہیں جن کا اظہار ہماری روزمرہ کی گفتگو میں ہوتا رہتا ہے۔

شانتی نلکیتن میں طلباء عموماً ٹیگور کے ساتھ ڈراما پڑھتے پھر بنگلہ میں ترجمہ کرتے، اس کے بعد اسے اسٹیج پر پیش کرنے کی تیاری کرتے اور اس طرح ڈراما اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ لوگوں تک پہنچ جاتا۔ مارکس نے کہا ہے کہ زبان کی تعلیم کی





پالیسی افسانوی، داستانوی، مابعد الطبیعیاتی یا فصاحتی عناصر کو نظر انداز نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس کا استعمال صرف دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ انسان نہ صرف حسن کی پذیرائی کرتا ہے بلکہ اکثر ایسے قواعد و ضوابط وضع کرتا ہے جو جمالیاتی پہلو کی تعیین کرتے ہیں۔ جمالیاتی پہلو کی پذیرائی زبان کی پاکیزگی اور درستگی کے بجائے لسانی قوت و تخلیق کی طرف رہنمائی کرتی ہے نیز یک طرفہ بات چیت اور جارحیت کے بجائے دوطرفہ بات چیت اور مصالحت کی راہ کو یقینی بناتی ہے۔ اس کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی اور ناپید ہوتی زبانوں کے تئیں احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کوئی طبقہ اپنی آواز کو مرنے نہیں دینا چاہتا ہے۔

### 1.5 زبان اور سماج

اگرچہ بچے فطری زبان کی صلاحیت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں تاہم انفرادی زبانیں خاص سماجی و تہذیبی اور سیاسی حالات کے پس منظر میں حاصل کی جاتی ہیں۔ ہر بچہ یہ سیکھتا ہے کہ کیا کہا جائے، کس سے کہا جائے اور کہاں کہا جائے۔ جیسا کہ لیجھونے واضح کیا ہے کہ زبانیں جبلی طور پر تغیر پذیر ہوتی ہیں اور مختلف انداز بیان کو مختلف عمر کے لوگ مختلف حالات میں استعمال کرتے ہیں۔ انسان کے لسانی رویے میں تبدیلی اچانک نہیں ہوتی بلکہ یہ زبان کے نظام، ترسیل، فکر اور علم سے جڑی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اوروورین نے کہا کہ زبان کا وجود اور ترقی سماج کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ زبان کی ترقی کا انحصار لازمی طور پر ثقافتی ورثے اور سماجی ضروریات پر ہوتا ہے تاہم مخالف انحصاریت کو بھی ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ انسانی سماج زبان کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اظہار کی ترسیل اور فکر کی تشکیل کا سب سے اہم، مناسب اور فطری وسیلہ ہوتا ہے۔ یہ سمجھنا بھی اہم ہے کہ زبان غیر مسلسل نہیں ہوتی جو وقت اور جسمانی و ذہنی حالات کے ساتھ منجمد ہو جائے۔ دراصل اس میں مسلسل تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور یہ انسانی عادات و اطوار کا ایسا تغیر پذیر نظام ہوتا ہے جسے انسان حاصل کرتا ہے اور خود کی نیز گرد و پیش کے دنیا کی وضاحت کے لیے اسے تبدیل کرتا رہتا ہے۔ زبان کو اکثر و بیشتر بطور شخص گردانا جاتا ہے اور لوگ اس کے بارے میں مختلف نظریے قائم کر لیتے ہیں۔ ہمیں زبان کے ان دونوں پہلوؤں سے باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔

### 1.6 زبان اور شناخت

ایک شخص ایسی جماعت کے طور پر اپنے طرز عمل کی تخلیق کرتا ہے جس کے ساتھ وہ اپنی شناخت بنانا چاہتا ہے۔ دوران عمل ایسی ترسیلی صلاحیت حاصل کرتا ہے جو اسے رسمی زبان سے غیر رسمی زبان تک مسلسل آگے بڑھنے کی تلقین کرتی ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ مختلف شناخت ایک دوسرے سے متضاد ہوتی ہیں۔ شناخت کا سوال خاص طور پر اقلیتوں کے حوالے سے موزوں ہوتا ہے۔ اس لیے قومی اور عالمی امن و آہنگی برقرار رکھنے کے لیے ان کی زبان اور ثقافت کے تئیں حساس رہنے کی ضرورت ہے۔



اگر زبان انفرادیت کی دریافت کرنے کے بجائے موجودہ شناخت کو قائم رکھنے کی آسانی فراہم کرتی ہے تو یہ شخصی علامت اور یادداشت برقرار رکھنے سے زیادہ اہم ہوتی ہے اور یہ ایک ایسا وسیلہ ثابت ہو سکتا ہے جو متعدد امکانات کی اتھاہ گہرائیوں میں لے جائے۔

## 1.7 زبان اور قوت

باوجود اس کے کہ تمام زبانیں نظریاتی یا ذیلی نظام کی حیثیت سے یکساں ہوتی ہیں تاہم جب کسی زبان کے ساتھ تاریخ، معاشیات، سماجیات اور سیاسیات کا رابطہ قائم ہوتا تو وہ زبان دیگر زبان سے زیادہ باوقار ہو جاتی ہے اور وہ سماجی و سیاسی قوتوں کے ساتھ منسلک ہو جاتی ہے۔ عام طور پر ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اس خاص زبان کو سماج کے بااثر لوگ استعمال کرتے ہیں اور اس کا شمار معیاری زبانوں میں ہونے لگتا ہے۔ تمام قواعد، لغات اور مختلف حوالہ جات اس معیاری زبان کا ہمیشہ حوالہ دینے لگتے ہیں۔ سائنسی نقطہ نظر سے معیاری زبان، خالص زبان، خاص قسم کی بولی وغیرہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اکثر زبان کی تعریف بطور بولی کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں سیاسی و سماجی اور معاشی حالات کے پیش نظر قومی، دفتری اور دفتر کی معاون زبان کا فیصلہ کیا جاتا ہے جس کا استعمال تعلیم، ذرائع ابلاغ، عدالت اور نظم و نسق چلانے میں کیا جاتا ہے۔ اصولی طور پر کسی بھی زبان میں کچھ بھی کیا جاسکتا ہے بشمول سائنس، سماجی علوم اور علوم انسانی میں اعلیٰ تحقیق کی جاسکتی ہے۔ اس طرح یہ واضح ہو جانا چاہیے کہ ایسے افراد کی زبان جنہیں مکمل مراعات حاصل نہیں ہیں کبھی باختیار نہیں ہونگے جب تک مختلف حالات میں اس کے استعمال کو یقینی نہ بنایا جائے۔

## 1.8 زبان اور جنس

جنس کا مسئلہ نہ صرف نصف آبادی بلکہ پورے سماج سے تعلق رکھتا ہے۔ طویل عرصے سے زبان کے متن میں متعدد ایسے عناصر شامل کر دیے گئے ہیں جو جنسی امتیاز کے حامل ہیں۔ یہ صرف اس لیے نہیں کہ بہت سے دانشور بشمول معزز ماہر لسانیات نے خواتین کی زبان کو سطحی اور غیر اہم قرار دیتے ہوئے ’موتیوں کا ہار‘ اور ’معمولی‘ کہا ہے بلکہ لغات کے ایک اہم حصہ اور نحوی اظہار کو جنسی امتیاز کا حامل بنا دیا ہے۔ عورت اور مرد کے مابین گفتگو کے تفصیلی تجزیہ سے بھی یہ ظاہر ہوتا کہ مرد گفتگو کرنے کے لیے مختلف منصوبوں کا استعمال کرتا ہے تاکہ اپنا نقطہ نظر مسلط کر سکے۔

تذکیر یا تانیث کا جو نظریہ ہم اخذ کرتے ہیں اس کا اظہار ہمارے عادات و اطوار میں متواتر ہوتا رہتا ہے اور بعض اوقات غالباً دانستہ طور پر اس نظریے کو درسی کتابوں میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ دراصل ’علم کی جنسی تعمیر‘ سے جو نقصانات ہوئے ہیں وہ اب واضح طور پر نظر آرہے ہیں۔ زبان بشمول تمثیل اور مرئی وسائل اس قسم کے علم کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔ زبان کے اس پہلو پر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انتہائی اہم بات یہ ہے کہ درسی کتاب لکھنے والے





اور اساتذہ اس امر کی حوصلہ افزائی کریں کہ اطاعت شعاری جو اکثر عورتوں سے منسلک کر دی جاتی ہے سماجی و ثقافتی پیداوار ہے۔ لہذا اس نظریے کو بلاتا خیر کا لحد مقرر دینے کی ضرورت ہے۔ اور عورتوں کی آواز کو درسی کتابوں اور تعلیمی منصوبوں میں مناسب مقام دینے کی ضرورت ہے۔

### 1.9 زبان کی تعلیم کا مقصد

چونکہ زیادہ تر بچے پختہ لسانی نظام کے ساتھ اسکول پہنچتے ہیں اس لیے لازمی طور پر اسکول کے نصاب میں زبان کی تعلیم کے خاص مقاصد ہونے چاہئیں۔ زبان کی تعلیم کا ایک اہم مقصد سیکھنے والوں میں پڑھنے لکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ آزادی کے ساتھ سیکھنے کا مجاز ہو۔ ہماری کوشش بچوں کی ذولسانیت اور مابعد لسانیات کے شعور کو زندہ رکھنا اور اسے فروغ دینا ہے۔ ہماری یہ بھی کوشش ہے کہ سیکھنے والوں کو شائستگی اور ترغیب کی قوت سے آراستہ کریں تاکہ وہ وقار اور صبر و تحمل کے ساتھ تمام تر سیلی تجربات کا سامنا کرنے کا اہل ہو۔

اگرچہ تعلیم کے متعدد طریقہ کار اور مواد ہوتے ہیں لیکن کلاس روم، جس میں زبان کی تعلیم دی جاتی ہے سب سے زیادہ غیر دلچسپ اور غیر آزمائشی ہوتا ہے۔ اس میں مختلف تعلیمی و اخلاقی نظریے کا غلبہ رہتا ہے۔ وہ زبان جسے بچہ پہلے سے جانتا ہے اس میں شاذ و نادر ہی کوئی ترقی نظر آتی ہے۔ ثانوی زبان جیسے انگریزی میں چھ سے دس سال کے تجربات کے بعد بھی زیادہ تر بچے بمشکل بنیادی صلاحیت حاصل کر پاتے ہیں نیز قدیم اور اجنبی زبانوں کا پورا پروگرام صرف منتخب متن کو یاد کرنے اور اسم و فعل کی گردان پر مشتمل ہوتا ہے۔ استدلالی مطالعوں (empirical studies) کی کمی نہیں ہے جو ان مشاہدات کی حمایت کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خاص سیاق و سباق کو سمجھیں اور اس کا تجزیہ کریں، نیز خاص مقاصد کی شناخت کریں اور اس کے مطابق مناسب طریقہ کار اور مواد تیار کریں۔

ہم لوگ کافی عرصے سے زبان کی تعلیم کے مقاصد کے طور پر LSRW کے مہارت کی بات کرتے آ رہے ہیں۔ (موجودہ دور میں یکساں طور پر نقصان پہنچانے والے ترسیلی مہارت، غیر جانب دار لہجہ اور آواز کی تربیت وغیرہ کے بارے میں ہم نے بات کرنا شروع کر دیا ہے)۔ اس طرح کی مہارت پر خصوصی توجہ دینے سے مخالف نتائج سامنے آئے ہیں۔ اس پرچہ میں زبان کی صلاحیت کے سلسلے میں مزید مقدس نظریہ کی ہم گزارش کریں گے۔ تاہم جب ہم بول رہے ہیں تو ہم ساتھ ساتھ سن رہے ہیں اور جب ہم لکھ رہے ہیں تو کئی طرح سے پڑھ بھی رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف صورتیں ہوتی ہیں (یعنی احباب ڈراما پڑھ رہے ہیں اور اسے پیش کرنے کے لیے نوٹ بھی تیار کر رہے ہیں Friends are reading a play and taking notes for its production) جس میں حرف عطف کی ساری مہارتوں کا دیگر تعلیمی صلاحیتوں کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔

کمئس اور سوین نے باہمی ذاتی ترسیل کی بنیادی مہارت (BICS) اور زبان کی اعلیٰ تعلیمی مہارت (CALP) کے مابین واضح فرق کیا ہے۔ زبان کی لیاقت جو BICS سے متعلق ہے عام طور پر ایسے حالات میں مؤثر طریقے سے پیش کرنے کی مہارت ہوتی ہے جو سیاق و سباق کے اعتبار سے بیش بہا اور آگاہی کی سطح پر سہل ہوتی ہے۔ گرد و پیش اور ہم رتبہ جماعت کے باہمی میل جول سے جو زبان وجود میں آتی ہے اس کا تعلق BICS سے ہوتا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ BICS کے سطح کی لیاقت تقریباً ہر زبان میں از سر نو حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اگرچہ کثیر لسانی سماج مثلاً ہندوستانی سماج میں اسے فطری طریقے سے نہایت آسانی کے ساتھ حاصل کیا جاتا ہے۔ CALP سطح کی لیاقت کو کمزور سیاق و سباق اور مشکل حالات میں مؤثر طریقے سے پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے عام طور پر ایسے ماحول میں حاصل کیا جاتا ہے جہاں اتالیق کی نگرانی میں زبان کی تعلیم دینے کا نظم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جب ایک سکندری یا نیم سکندری اسکول کے طالب علم کو ایسے موضوع پر مضمون لکھنے کے لیے کہا جائے جس سے وہ آشنا نہ ہو یا کسی اخبار کا ادارہ پڑھنے اور اس پر تبصرہ کرنے کے لیے کہا جائے تو وہ غالباً CALP سطح کی لیاقت کا استعمال کرتا ہے۔ اکثر ایسی لیاقت ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ تمام بچوں کو کم از کم تین زبانوں میں CALP سطح کی لیاقت ہونے کے بعد اسکول چھوڑنا چاہیے۔ انھیں بلاشبہ کم از کم BICS کی سطح پر دیگر زبانوں کا علم بھی ہونا چاہیے۔

ہمارے کچھ مقاصد درج ذیل ہیں :

### (الف) سننے کے بعد سمجھنے کی صلاحیت :

بولنے والے کی بات سمجھنے کے لیے زبان سیکھنے والوں کو مختلف غیر فعلی جملوں کو لازمی طور پر استعمال کرنے کا اہل ہونا چاہیے۔ اس کے اندر مختلف انداز میں سننے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی ہونی چاہیے۔ اس بات کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بچے کی نشو و نما کے لیے جو بنیادی آوازیں ہوتی ہیں وہ صرف ایک زبان یا انفرادی زبان کی آواز نہیں ہوتی ہے بلکہ حقیقی زندگی کی بول چال کے درمیان جو وقفہ اور سکوت ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔ آواز کی اپنی الگ دنیا ہوتی ہے جو صرف پنکھے اور بس کی نہیں بلکہ میز اور ستار کی بھی آوازیں ہوتی ہیں۔

### (ب) فہم و فراست کے ساتھ پڑھنے کی صلاحیت

نحوی، معنوی اور صوتی نمونوں کا استعمال کرتے ہوئے پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اپنے گزشتہ علم کی مدد سے اور استخراج کر کے معنی ترکیب دینے کا اہل ہونا چاہیے۔ اپنا اعتماد بڑھانا چاہیے تاکہ عبارت کو تنقیدی نظر سے پڑھ سکے اور پڑھتے وقت سوال پوچھ سکے۔ پڑھنے کی صلاحیت کو آزمانے کا بہترین ذریعہ غیر درسی عبارت کی تنقیدی فہم ہوتی ہے جو پڑھنے والوں کی علمی صلاحیت سے کم از کم ایک درجہ اوپر ہوتی ہے۔

### (ج) آسان تعبیر :

مختلف حالات میں ترسیلی مہارت کو استعمال کرنے کا اہل ہو۔ متعدد ایسے طریقہ کار ہوں جن کا انتخاب کیا





جاسکے۔ مباحثوں میں منطقی، تجزیاتی اور تخلیقی انداز سے حصہ لینے کی اہلیت رکھتا ہو۔ یہ سبھی بیک وقت ہر طرح کے LSRW کا لازمی طور پر باعث ہوگا۔

#### (د) مربوط تحریر:

تحریر کوئی میکانیکی مہارت نہیں ہے۔ اس میں قواعد، الفاظ کا ذخیرہ، مضمون اور رموز و اوقاف پر قابو پانا نیز مختلف وسائل مثلاً مترادفات کے ذریعہ لغاتی تکرار کا استعمال کر کے اپنی سوچ کو مربوط انداز میں منظم کرنا شامل ہے۔ زبان سیکھنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنی فکر کو منظم انداز سے بہ آسانی اظہار کرنے کے لیے اعتماد پیدا کرے۔ طالب علم کی حوصلہ افزائی یقیناً کی جانی چاہیے اور انھیں اپنے موضوع کا انتخاب کرنے کے لیے تربیت دی جانی چاہیے تاکہ وہ اپنے خیال کو منظم کرے اور ناظرین کو دھیان میں رکھ کر لکھے۔ یہ بھی ممکن ہے اگر اس کی تحریر کو متواتر عمل نہ کہ ماحصل کے طور پر دیکھا جائے۔ نیز اس میں متعدد رسمی و غیر رسمی حالات میں مختلف مقاصد کے لیے تحریر کو استعمال کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔

#### (ہ) مختلف رجسٹر پر قابو پانا:

زبان کا استعمال کسی ایک صورت میں نہیں کیا جاتا ہے۔ اس کی بے شمار قسمیں، مختلف سائے اور ان گنت رنگ ہیں جو مختلف مقام اور حالات میں ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ اس فرق سے جسے رجسٹر کہا جاتا ہے طالب علم کے لفظی ذخیرہ کا ایک حصہ تشکیل پاتا ہے۔ اسکولی مضامین کے علاوہ طالب علم کو یہ صلاحیت ہونی چاہئے کہ وہ مختلف زبان جو دوسرے شعبوں میں استعمال ہوتی ہیں مثلاً میوزک، کھیل کود، فلم، باغبانی اور تعمیر وغیرہ کو سمجھے اور ان کا استعمال کرے۔

#### (و) زبان کا سائنٹفک مطالعہ:

کلاس میں زبان کی تعلیم کا جو طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے اور جو کام سرانجام دیے جاتے ہیں وہ ڈاٹا اکٹھا کرنے، اس کا مشاہدہ کرنے کے لیے تمام سائنٹفک عمل سے گزرنے نیز ڈاٹا کی درجہ بندی اور پھر اس کا مفروضہ تیار کرنے میں بچوں کی رہنمائی کرے۔ اس طرح لسانی طریقہ کار بچوں کی تعلیمی صلاحیت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا سکتا ہے۔ یہ طریقہ قواعد کے مثالی اصول و ضوابط کی تعلیم سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں خصوصاً کثیر لسانی کلاس روم میں مؤثر ہوتا ہے۔

#### (ز) تخلیقی شعور:

کلاس روم میں طالب علم کے تخلیقی اور تصوراتی شعور کو اجاگر کرنے کا بھرپور موقع دیا جانا چاہیے۔ معلم اور طالب

علم کے مابین رشتہ اور کلاس روم کے ماحول سے اعتماد پیدا ہوتا ہے جو بعد میں طالب علم کے لیے تخلیقی شعور کا استعمال کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

## (ح) زودحسی :

ہم عصر زندگی کے مختلف پہلو، قومی ورثہ اور رنگا رنگ ثقافت سے طلباء کو روشناس کرانے کا کلاس روم ایک بہترین وسیلہ ہو سکتا ہے۔ کلاس روم اور زبان کے متن میں طلباء کو ملک و قوم اور گرد و پیش کے تئیں حساس بنانے کے لیے بہت گنجائش ہوتی ہے۔

## 1.10 چند تعلیمی تجاویز

زبان کی تعلیم حاصل کرنے سے متعلق موجودہ تحقیق نے زبان سیکھنے والوں کو مرکزی حیثیت دی ہے اور مشورہ دیا ہے کہ زبان سیکھنے والے کو اگر قابل فہم وسائل فراہم کئے جائیں تو وہ با آسانی کسی زبان کے قواعد و ضوابط کو وضع کرنے کا اہل ہو جائے گا جیسا کہ کراشین نے کہا ہے کہ وسائل کا تعین تبھی ممکن ہے جب فلٹر پست ہو یعنی رجحان مثبت اور محرک مضبوط ہو۔ بلاشبہ کچھ حالات میں جہاں انگریزی بھی اجنبی زبان ہو جاتی ہے کسی حد تک قواعد سے متعلق اقدار پر مفہوم سیکھنے والے کے شعوری عکس کو متحرک کرنے میں معاون ہو سکتا ہے۔ کراشین نے واضح کیا ہے کہ جب بچوں کو اپنی تحریروں میں ترمیم و تہنیک کرنے کی مناسب آزادی اور مناسب وقت دیا جاتا ہے تو وہ اپنی تخلیق کو بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ تعلیمی ارتقاء کے نسبتاً منظم مرحلوں پر زور دینے سے زبان کی تعلیم دینے والوں کی ہمت افزائی ہوتی ہے کہ وہ سیکھنے کے دوران غلطیوں کی نشاندہی، سیکھنے کے مرحلہ کے طور پر کرے نہ کہ مرض کے اسباب کے طور پر جن کا خاتمہ ضروری ہوتا ہے۔ تعلیم و تعلم کے شعبہ میں سیکھنے والوں، مرکزی حیثیت دینے کا اہم پہلو کی مادری زبان کا احترام کرنا ہوتا ہے۔ گورنمنٹ اور پرائیویٹ اسکول میں جس داغ کو اکثر مادری زبان سے منسلک کیا جاتا ہے اس کی مذمت کی جانی چاہیے اور مادری زبان کے تعمیری استعمال کو بڑھاوا دینا چاہیے۔



# اردو ثانوی زبان

## Guidelines and Syllabi for Urdu Second Language (Classes IX & X)

### (نویں اور دسویں جماعت)

تمہید

کتابیں پہلے ہی شائع کی جا چکی ہیں۔ اب چونکہ نئی قومی درسیات کے منصوبے کے تحت اردو کی ابتدائی تعلیم کو معیاری شکل دینے کا کام نہایت اہم ہو گیا ہے اس لیے نصاب مرتب کرتے وقت اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ زبان سے متعلق تمام لسانی مہارتیں (Language Skills) جن کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے، ساتھ ساتھ نشوونما پاسکیں، مثلاً

(الف) سننا، سمجھنا اور بولنا

(ب) پڑھنا اور لکھنا

ثانوی زبان کے طور پر چھٹی سے دسویں جماعت تک طلباء کو اردو زبان کی تعلیم اس طرح دینی ہوگی کہ ان کا معیار زبان بتدریج بلند ہوتا جائے اور وہ مقررہ وقت کے اندر زبان دانی کا متوقع معیار حاصل کر لیں۔ اس منصوبے کے تحت ایسی کتابیں تیار کی جائیں گی جن کی مدد سے طلباء میں صحیح زبان سیکھنے کا عمل تیز تر ہو سکے۔ اس سلسلے کی ابتدائی کتابوں میں زبان کی تعلیم پر قدرے زیادہ زور دیا جائے گا۔ طلباء میں یہ لیاقت پیدا کی جائے گی کہ وہ عام فہم اور سادہ زبان میں موسموں، میلوں، کھیل تماشوں، تہواروں اور مخصوص تاریخی واقعات وغیرہ سے متعلق زبانی اور تحریری اظہار خیال کر سکیں۔ نصاب میں ایسے اسباق ہوں گے جن سے قومی یک جہتی، انسان دوستی، حب الوطنی سے متعلق جذبات پرورش پاسکیں۔ غرض یہ کہ آٹھویں جماعت کی تعلیم کے اختتام تک طلباء میں صحیح اردو بولنے، سمجھنے، پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جانی چاہیے۔

اردو بحیثیت ثانوی زبان کی تعلیم پرائمری درجات کے بعد یا پھر چھٹی جماعت سے اس وقت شروع کی جائیگی جب طلباء اپنی پسند کی پہلی زبان/علاقائی زبان/مادری زبان میں معتد بہ استعداد حاصل کر چکے ہوں گے۔ اردو بطور ثانوی زبان پڑھانے کا بنیادی مقصد طلباء کو ایک ایسے سماج

اردو کا شمار ہندوستان کی جدید زبانوں میں ہوتا ہے۔ لہجے کی شیرینی اور وقیع ادبی سرمائے کے سبب، بلا لحاظ مذہب و ملت یہ ہندوستان کی ایک مقبول زبان ہے۔ اگرچہ اس کا اصل ماخذ (origin) کھڑی بولی ہے لیکن اس کی تشکیل و تعمیر میں عربی، فارسی اور ترکی کے علاوہ کئی ہندوستانی بولیوں اور زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ یہ ہماری مشترکہ تہذیب و تمدن کی آئینہ دار ہے اور صدیوں سے مشترکہ تہذیب و ثقافت کی بخوبی ترجمانی کر رہی ہے۔ کیونکہ اس کا خمیر کئی زبانوں سے مل کر تیار ہوا ہے۔ اس لیے ہر جماعت میں اس کی تدریس میں کثیر لسانی عمل (Multilinguality) کی کار فرمائی نہایت ضروری ہے۔

زبان کی جملہ مہارتوں مثلاً سننا، بولنا، پڑھنا، سمجھنا، لکھنا اور مختلف موقعوں پر اس کا مناسب استعمال حصول متن (Text) کے ذریعے ہی ہونا چاہیے۔ ہندوستان میں بہت سی زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ جدید ہندوستانی زبانیں جنہیں آئین ہند میں تسلیم کیا گیا ہے ان میں اردو کے علاوہ سبھی زبانوں کا کوئی نہ کوئی علاقہ ہے جہاں انھیں سرکاری سطح پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اردو کا استعمال بھی بعض علاقوں میں سرکاری سطح پر ہوتا ہے۔ اپنی شیرینی، شائستگی اور وقیع شعری اور نثری سرمائے کی وجہ سے بلا لحاظ مذہب و ملت اردو ہندوستان کی ایک مقبول زبان ہے۔ یہ پورے ہندوستان میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ملک کے مختلف علاقوں میں ایک بڑی تعداد اردو بولنے والوں کی موجود ہے لیکن نصابی کتابوں کے فراہم نہ ہونے سے انھیں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کمی کے پیش نظر ڈپارٹمنٹ آف لینگویجز (Department of Languages)، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، نئی دہلی کی جانب سے چھٹی سے دسویں جماعت تک اردو بحیثیت ثانوی زبان کی تعلیم کے لیے نصابی



2. آسان کہانیوں، نظموں، لطیفوں اور مکالموں کے ذریعے مختلف اقدار سے روشناس کرانا۔

3. ریڈیو اور ٹی وی کے پروگرام اور اعلانات وغیرہ کو سننا اور سمجھنا۔

### (ب) بولنا

1. طلباء میں خود اعتمادی کے ساتھ اپنی بات کہنے کی صلاحیت پیدا کرانا۔

2. آداب گفتگو سے واقف کرانا۔

3. صحت زبان کے ساتھ روانی سے بولنے کی صلاحیت پیدا کرانا۔

4. نظمیں اور کہانیاں مناسب لب و لہجے میں پڑھ کر سنانا۔

5. گرد و پیش کے حالات اور واقعات پر اظہار کرانا۔

6. سوالات کا مکمل اور صحیح جملوں میں جواب دینے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

### (ج) پڑھنا

1. طلباء سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے کی درج ذیل مہارتیں حاصل کر لیں گے:

1. صحیح اعراب اور بیجے کے ساتھ پڑھنا۔

2. عبارت کو مناسب لب و لہجے کے ساتھ پڑھنا۔

3. روانی کے ساتھ پڑھنا۔

4. نفس مضمون کو سمجھنا۔

5. مرکزی خیال اخذ کرنا۔

6. اسباق کے ذریعے بتدریج عملی قواعد سیکھنا۔

7. اخبارات و رسائل کے مطالعے کی عادت ڈالنا۔

### (د) لکھنا

1. صحیح لکھنے کی مشق کرانا۔

2. مشاہدات و احساسات اور واقعات و تجربات کو اپنے الفاظ میں لکھنا۔

3. اسباق / نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھنا۔

میں فعال شرکت کے لیے تیار کرنا ہے جس میں ایک سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہ طلباء کی لسانی مہارت کی ثانوی زبان ہوگی۔ اس کو اردو مادری زبان کے وہ طلباء بھی لے سکتے ہیں جو پہلی زبان کے طور پر کوئی علاقائی زبان، ہندی یا انگریزی پڑھ رہے ہیں اور وہ طلباء بھی لے سکتے ہیں جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے اور وہ اس میں سماجی اور قومی کام کاج کی صلاحیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

### مقاصد

1. آسان اور دلچسپ کہانی / نظم سنانا اور انفرادی و اجتماعی طور پر صحیح ادائیگی کرانا۔

2. غور اور صبر و تحمل کے ساتھ سننے اور بولنے کی عادت ڈالنا۔

3. پڑھنے کی بنیادی مہارتیں پیدا کرنا مثلاً روانی اور صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا سکھانا اور لکھنے کی مہارت بہم پہنچانا۔

4. سمجھ کر پڑھنے کی بہتر صلاحیت پیدا کرنا، عبارت کے مفہوم کو سمجھنا، تشریح و ترجمانی کرنا اور مرکزی خیال اخذ کرنا۔

5. طلباء کے ذخیرہ الفاظ کو بتدریج بڑھانا اور روزمرہ زندگی میں زبان کا استعمال سکھانا۔

6. اردو زبان کے ذریعے رابطہ قائم کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

7. عام انسانی قدروں، مثلاً: صفائی، حفظانِ صحت، محنت، میل جول، سلیقہ، ہمدردی، بڑوں کا احترام اور اپنی زبان سے محبت کا جذبہ پیدا کرنا۔

8. متن کی شناخت، تمیز اور مماثلت کی صلاحیت پیدا کرنا۔

9. نثری و شعری اصناف سے واقفیت بہم پہنچانا۔

### لسانی مہارتیں:

#### (الف) سننا

حروف کی تمام آوازوں میں فرق کر سنانا۔

1. ذیل کی آوازوں میں فرق کا خاص خیال رکھا جائے

ج، ز، ذ، ژ، ض، ظ، کافرق، ا، ع کافرق، ک، ق کافرق، خ/کھ

کافرق، ف، پھ کافرق، س/ش کافرق، غ/گ کافرق، زبر اور

الف کافرق، پیش اور واؤ کافرق، زبر، زیر اور پیش کافرق۔





4. املا لکھنا

5. درسی کتاب کے اسباق پڑھ کر سوالات کے مختصر جواب تحریر کرنا۔

6. درخواست اور خط لکھنا اور مختلف فارموں کی خانہ پُری کرنا۔

8. اردو سکھانے کے لیے بے حد ضروری ہے کہ لکھنے کی مشق بھی

پڑھنے کے ساتھ ساتھ چلتی رہے۔ عام طور پر ان تمام الفاظ کو

لکھنے کی صلاحیت طلباء میں ہونی چاہیے جنہیں وہ پڑھ سکتے ہوں۔

## نصابی کتابیں :

زبان کی تعلیم میں درسی کتابوں کی ایک خاص اہمیت ہے۔ کسی بھی مضمون کو ثانوی زبان کے بطور سکھانے کے لیے کتاب کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں نویں اور دسویں جماعتوں کی کتابیں جتنی سوچ بوجھ اور احتیاط سے تیار کی جائیں گی، طلباء اتنی ہی جلدی اس زبان کو پڑھنا، لکھنا اور سمجھنا سیکھ جائیں گے اور نظم و نثر کے فرق سے بھی واقف ہو جائیں گے اور ان کے ذخیرۃ الفاظ اور کثیر لسانی الفاظ کے استعمال اور معلومات میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس کے علاوہ دسویں جماعت کے اختتام تک طلباء کو ادب سے ابتدائی واقفیت بہم پہنچائی جائے گی۔

نصاب کے رہنما اصولوں اور خاکے کی روشنی میں اسباق کے موضوعات و مواد کو ترتیب دیا جائے گا۔

## نصابی کتابوں کا خاکہ

1. کتاب کی زبان عام فہم ہونی چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو اسباق

کہانی یا مکالمے کی شکل میں ہوں اور کتاب کا متن دلچسپ ہو۔

2. کتابوں میں شہر اور گاؤں دونوں سے متعلق معلومات بہم پہنچائی جائیں اس میں طلباء کی دلچسپی کا بھی خیال رکھا جائے۔

3. اسباق کے انتخاب میں جنسی مساوات کا خیال رکھا جائے۔

4. نویں جماعت میں 130 تا 150 صفحات پر مشتمل با تصویر (مصنفین اور شعراء کے اسکیچ) کتاب ہوگی۔ جس میں کل ملا کر

تیس اسباق ہوں گے۔ دسویں جماعت میں 130 تا 150

صفحات پر مشتمل با تصویر کتاب ہوگی جس میں کل ملا کر تیس اسباق ہوں گے۔

6. ہر سبق کے بعد ایسے سوالات ہونے چاہئیں جن کے ذریعے پہلے پڑھے ہوئے اور نئے الفاظ کو دہرایا جاسکے۔

7. سبق میں شامل آسان جملوں کی وضع پر نئے جملے بنوائے جائیں اور بار بار مشق کرائی جائے۔

## موضوعات

جنگ آزادی، قومی یک جہتی، حب الوطنی، ماحولیات، معذوروں کے ساتھ برابر کا سلوک، جنسی مساوات، ذمہ دار شہری، آبادی کا مسئلہ، ملک کی ترقی، اخلاقیات، قدرتی مناظر، جدید ایجادات، کمپیوٹر، میلے تہوار، پالتو جانور، پہچانے ہوئے چرند پرند، صحت صفائی، انسانی حقوق و فرائض، دنیا میں ہندوستان کی اہمیت، تہذیب و تمدن، ہندوستان کی فصلیں، پھل پھول، دلچسپ کہانیاں اور حکایتیں، لوک کہانیاں، آمد و رفت کے ذرائع، قومی رہنماؤں کی سوانح عمریاں، ہندوستان کے بعض مشہور مقامات، سائنسی معلومات، ہندوستان کی ملی جلی تہذیب، دنیا کے سائنسداں، کھلاڑی، عمارات، عجائبات، ماؤنٹینزنگ، دستکاریاں وغیرہ۔

نوٹ : اسباق مرتب کرنے میں خیال رکھا جائے کہ طلباء میں سائنسی مزاج پیدا ہو سکے۔

## اصناف

نصابی کتاب میں بعض آسان اور دلچسپ نظمیں، ترانے اور کہانیاں، مکالمے اور خط شامل کیے جائیں۔ لطیفوں اور پہیلیوں کو شامل کرنا بھی مناسب رہے گا۔ نثر اور نظم کا تناسب یہ رہے گا یعنی:

نظمیں : سات تا دس

نثری اسباق : اٹھارہ تا بیس

ایسے اسباق شامل کیے جائیں جو طلباء میں درج ذیل اقدار پیدا کرنے میں معاون ہوں، مثلاً: میل جول، پیار محبت، ایک دوسرے کی مدد، محنت کی عادت، سچائی اور ایمان داری، ہمدردی، ایک دوسرے کی عزت، بڑوں کا احترام، ایثار، رحم دلی، صحت و صفائی، خوش اخلاقی، صبر، برداشت، کفایت شعاری، حب الوطنی، سائنسی مزاج، منصوبہ بندی۔

## عملی قواعد

9. عملی قواعد پر مبنی سوالات وضع کرنا۔
10. دیگر زبان کے ذریعے ترجمے کی مشق کرانا۔
11. کثیر جوابی مشقوں کی تشکیل۔
12. معروضی جانچ (Objective Test) کے لیے سوالات

## امتحان اور جانچ کا طریقہ

امتحان کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ استاد اور طالب علم کو یہ احساس ہو کہ وہ جو کچھ سیکھنا اور سکھانا چاہتے تھے اس میں انھیں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ امتحانی طریقہ کار میں تحریری امتحان کے طریقہ کار چلن عام ہے۔ حالانکہ زبان کا استعمال بول چال کی شکل میں ہماری روزمرہ کی زندگی میں سب سے زیادہ کام آتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تدریس اور امتحان دونوں میں زبانی امتحان کو اہم مقام حاصل ہوتا کہ امتحانات میں جو غیر یقینی صورت حال پیدا ہو رہی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔

سکندری  
اور  
ہائیر سکندری  
کلاسوں  
کے لیے  
نصاب

217



1. اسم کی پہچان اور قسمیں۔
2. اسم اور فعل کا فرق۔
3. ماضی، حال اور مستقبل کا فرق۔
4. جنس، واحد اور جمع کے آسان اصولوں کی پہچان۔
5. ضمیر اور صفت کی پہچان۔
6. حروف جار کی پہچان۔
7. عطف و اضافت کی پہچان۔
8. متضاد الفاظ کی پہچان۔
9. مترادفات
10. محاورے اور کہاوتیں۔
11. رموزِ اوقاف، ختمہ، کوما، واوین، قوسین وغیرہ کا استعمال۔

## مشق اور سوالات

ہر سبق کے آخر میں ایسے سوالات اور مشقیں دی جائیں جو اسباق کے مطالب اور زبان دونوں پر محیط ہوں۔ مشقوں کی ترتیب اس طرح ہونی چاہیے کہ طلباء میں سننے، بولنے، پڑھنے، لکھنے اور غور و فکر کرنے کی صلاحیتوں کی نشوونما ہو سکے اور پڑھے ہوئے اسباق کا اعادہ ہو سکے۔

## سوالات اور مشقوں کی تشکیل

1. سبق کے متن پر مبنی واقعاتی سوالات۔
2. سبق سے متعلق ایسے سوالات جن سے بچوں کو غور و فکر کا موقع ملے۔
3. سبق سے مطلوبہ معلومات تلاش کرنا۔
4. الفاظ کو جملوں میں استعمال کرنا۔
5. ملے جلے الفاظ میں سے صحیح لفظ چن کر استعمال کرنا۔
6. خالی جگہوں کو پُر کرنا۔
7. لفظ کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا۔
8. کتاب میں شامل موضوعات پر آزادانہ اظہارِ خیال کرنا۔



حسب ضرورت تبدیلی ہوتی رہے گی۔

سینٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن لے گا۔

### طریقہ تدریس

ثانوی زبان کی حیثیت سے اردو پڑھانے کے طریقوں پر خصوصی طور سے توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ طلباء میں دلچسپی پیدا ہو سکے اور جن مقاصد کے پیش نظر یہ نصاب تیار کیا گیا ہے ان کا بہ خوبی حصول ہو سکے۔

اردو پڑھانے کے جدید طریقوں میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ طریقہ تدریس، مضمون مرکز کے بجائے طفل مرکز ہو۔

اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ ثانوی زبان کے نصاب کی کسی بھی منزل پر زبان کے تریلی پہلو سے توجہ ہٹنے نہ پائے۔ دوسری مہارتوں پر بھی مناسب توجہ کی ضرورت ہوگی۔ توقع کی جاتی ہے کہ طلباء نویں اور دسویں جماعت میں اردو بہ حیثیت ثانوی زبان پڑھنے کے بعد مادری زبان کی تعلیم کے کم و بیش آٹھویں جماعت کے معیار تک استعداد حاصل کر لیں گے۔

اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ متعلقہ نصاب کے جو مقاصد بیان کیے گئے ہیں یا جن لسانی مہارتوں کو پیدا کرنے کی توقع کی گئی ہے، جانچ اور امتحان میں یہ ضرور دیکھا جائے کہ ان مقاصد اور مہارتوں میں سے کوئی ایک بھی نظر انداز نہ ہونے پائے۔

چونکہ اردو بطور ثانوی زبان کا خاص مقصد پڑھنے اور لکھنے کے علاوہ زبان کے تریلی پہلوؤں پر بھی زور دینا ہے تاکہ طلباء بین جماعتی اور بین علاقائی طور پر فعال سماجی اور قومی زندگی میں خاطر خواہ طور پر شریک ہو سکیں، اس لیے امتحان کے طریقہ کار میں زبانی جانچ کو بھی ضرور شامل رکھا جائے۔

نوٹ : نویں اور دسویں جماعت کے کل نصاب کے لیے 100 نمبر کا ایک پرچہ ہوگا جس میں 60 نمبر تحریری امتحان کے اور 40 نمبر زبانی عملی کام کے امتحان کے لیے ہوں گے۔ اس طرح طلباء کی تحریری اور تقریری دونوں صلاحیتوں کی بہ خوبی جانچ ہو سکے گی۔ آخری امتحان

سننا اور بولنا

طلبا معیاری زبان میں گفتگو کر سکیں۔ مذاکرہ، بحث و مباحثہ، ریڈیو، ٹیلی ویژن کی بات چیت، ادبی جلسوں وغیرہ میں شامل ہو سکیں۔ زبان کا صحیح استعمال کر سکیں اور روانی سے بول سکیں۔ اپنے جذبات و خیالات کا صحیح اظہار کر سکیں۔ تعریف و تحسین اور طنز و مزاح کا مطلب سمجھ سکیں اور مناسب جواب دے سکیں۔ الفاظ اور اظہار کے مختلف اسالیب کا بر محل استعمال کر سکیں۔

بولنے والے کے جذبات اور خیالات کو سمجھ کر اپنی رائے قائم کر سکیں۔

کسی خاص نکتے کی وضاحت کے لیے دلائل پیش کر سکیں اور مثالیں دے سکیں۔

مضمون پر بحث و مباحثہ اور خیالات کا تجزیہ کر سکیں اور ادبی اقتباسات پر تنقیدی نظر ڈال سکیں۔

مختلف ادبی اصناف کی خصوصیات کو سمجھ کر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

پڑھے ہوئے مواد پر پوچھے گئے سوالات کے جواب دے سکیں۔ معیار کے مطابق دیے گئے موضوع پر تبادلہ خیال کر سکیں۔ کسی موضوع پر زبانی اور تحریری اظہار کی صلاحیت کا ثبوت دے سکیں۔

مختلف زبانوں کے مابین تال میل فراہم کرنا۔

بین الاقوامی شہریت کا تصور پیدا کرنا۔

(ب) پڑھنا اور لکھنا

سنی اور پڑھی ہوئی عبارتوں کا خلاصہ لکھ سکیں اور اشعار کی تشریح کر سکیں۔

غیر نصابی نثر کا خلاصہ لکھ سکیں۔

مختلف ادبی اصناف پڑھ کر اپنے جذبات، خیالات، تجربات اور اپنی رائے کا تحریری اظہار کر سکیں۔

اردو کا شمار ہندوستان کی جدید زبانوں میں ہوتا ہے۔ لہجے کی شیرینی اور وقیع ادبی سرمائے کے سبب، بلا لحاظ مذہب و ملت یہ ہندوستان کی ایک مقبول زبان ہے۔ اگرچہ اس کا اصل ماخذ (origin) کھڑی بولی ہے لیکن اس کی تشکیل و تعمیر میں عربی، فارسی اور ترکی کے علاوہ کئی ہندوستانی بولیوں اور زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ یہ ہماری مشترکہ تہذیب و تمدن کی آئینہ دار ہے اور صدیوں سے مشترکہ تہذیب و ثقافت کی بخوبی ترجمانی کر رہی ہے۔ کیونکہ اس کا خمیر کئی زبانوں سے مل کر تیار ہوا ہے۔ اس لیے ہر جماعت میں اس کی تدریس میں کثیر لسانی عمل (Multi Linguality) کی کار فرمائی نہایت ضروری ہے۔

زبان کی جملہ مہارتوں مثلاً سننا، بولنا، پڑھنا، سمجھنا، لکھنا اور مختلف موقعوں پر اس کا مناسب استعمال حصول متن (Text) کے ذریعے ہی ہونا چاہیے۔

تعلیم کی اس منزل پر قدم رکھنے سے پہلے طلباء دسویں جماعت تک اردو کا بطور مادری زبان مطالعہ کر چکے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ان میں سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیتوں کی خاطر خواہ نشوونما ہو چکی ہوگی۔ طلباء اب اپنے سماجی اور کاروباری کاموں کے لیے حسب ضرورت زبان کا

استعمال کرنے کا شعور بھی حاصل کر چکے ہوں گے۔ وہ نویں اور دسویں جماعتوں میں چوں کہ اردو ادب کا مطالعہ بھی کر چکے ہیں۔ اس لیے گیارھویں اور بارھویں جماعتوں میں نسبتاً بہتر لسانی اور ادبی قابلیت پیدا کرنا اس تعلیمی نصاب کا بنیادی مقصد ہوگا۔ اس تعلیمی نصاب کے ذریعے طلباء

میں ترسیل و ابلاغ، ادب شناسی، تبادلہ خیال، پڑھنے، لکھنے اور مطالعے کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا ہوگا اور زندگی اور اس کے مختلف معاملات کے متعلق انسانی، عالمی اور اخلاقی اقدار کو بھی فروغ دینا ہوگا۔ زبانی اور عملی کام کی جانچ بھی کی جائے گی۔ اس سطح پر جانچ کا مقصد طلباء کو صرف

گریجویشن کے لیے ہی تیار نہیں کرنا ہے بلکہ انھیں کامیاب زندگی کے لیے فعال بھی بنانا ہے۔

امتحان کی ذمہ داری اسکول پر ہوگی جب کہ آخری امتحان بورڈ کے ذریعے ہوگا۔

امتحان کی ذمہ داری اسکول پر ہوگی جب کہ آخری امتحان بورڈ کے ذریعے ہوگا۔

امتحان کی ذمہ داری اسکول پر ہوگی جب کہ آخری امتحان بورڈ کے ذریعے ہوگا۔

امتحان کی ذمہ داری اسکول پر ہوگی جب کہ آخری امتحان بورڈ کے ذریعے ہوگا۔

امتحان کی ذمہ داری اسکول پر ہوگی جب کہ آخری امتحان بورڈ کے ذریعے ہوگا۔





4. اقتباسات نظم و نثر میں مضمر جذبات و خیالات کو سمجھ کر اہم نکات کا انتخاب کر سکیں اور ان کی اہمیت کے پیش نظر ان کو مرتب کر سکیں۔

5. بول چال کی زبان اور ادبی زبان کا فرق سمجھنے کی صلاحیت۔

6. اردو زبان اور ادب کے ارتقا کا تعارف۔

7. زبان کے تجزیے کی بنیادی صلاحیت۔

### ذخیرہ الفاظ

1. مقررہ معیار کے مطابق الفاظ، محاوروں، کہاوتوں اور تراکیب کے علم میں اضافہ۔

2. سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے نئے الفاظ بنانا۔

3. مترادف اور متضاد الفاظ کا فرق جاننا اور انھیں استعمال کرنا۔

4. لغت کی مدد سے نئے الفاظ کے مطالب معلوم کرنا۔

### طریقہ تدریس : (گیارہویں اور بارہویں جماعت کے لیے)

مختلف ادیبوں اور شاعروں پر تیار کیے گئے کیسٹ دکھانے اور ان پر گفتگو کرنے کے مواقع فراہم کرنا۔

طلبا کو گروپ میں تقسیم کر کے شامل نصاب ادیبوں اور شاعروں کی زندگی پر مبنی چارٹس اور پمفلٹ تیار کرنا۔

مشہور و معروف ادبی شخصیات کو اسکول میں بلا کر طلباء کے ساتھ ان کی بات چیت کے مواقع فراہم کرنا۔

شامل نصاب اسباق بالخصوص شعری نصاب کی روشنی میں طلباء کے جمالیاتی احساس کو فروغ دینا۔

طلبا کو گروپ میں تقسیم کر کے اردو زبان و ادب کی تاریخ، دبستانوں، رجحانوں اور تحریکوں سے متعلق پروجیکٹ تیار کرنا۔

طلبا میں خیال و اسلوب کی شناخت اور موازنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے دوسرے ادیبوں اور شاعروں کے فن کو پڑھنے کے مواقع فراہم کرنا۔

ہندی یا انگریزی عبارت کا اردو میں ترجمہ کرانا۔  
طلبا میں کثیر لسانی صلاحیت پیدا کرنا۔

### لسانی، قومی اور اخلاقی اقدار

نصابی کتاب تیار کرتے وقت درج ذیل اقدار کا ضرورت کے مطابق خیال رکھنا ہوگا

سچائی، حق، صداقت، نیکی، خیر، بھلائی، خدمتِ خلق، انسان دوستی، بھائی چارہ، تعاون اور ہمدردی، محبت، ہمت، حوصلہ، عزم، شجاعت، عدل و انصاف، کام میں پہل کرنا، رہنمائی، ایمانداری، ذمے داری کا احساس اور فرض شناسی، اعلا اصولوں کی پابندی، وقت کی پابندی، حب الوطنی، قومی یک جہتی، جمہوریت، رواداری، تمام مذاہب کا احترام، سوشلزم، مساوات، سب سے برابر کا سلوک، اپنی قومی تہذیبی روایات پر بجا فخر، وطن کے لیے ایثار و قربانی کا جذبہ

### نصابی کتابوں کا خاکہ

گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کی نصابی کتابیں تیار کرتے وقت درج ذیل شعری اور نثری اصناف کا احاطہ کرتے ہوئے مختلف موضوعات پر مشتمل اسباق شامل کئے جائیں گے۔

**نثری اصناف :** داستان، ناول، افسانہ، مضمون، انشائیہ، سوانح عمری، سفرنامہ، خاکہ، رپورٹاژ وغیرہ

**شعری اصناف :** غزل، قصیدہ، مرثیہ، مثنوی، رباعی، قطعہ، نظم، آزاد نظم، نظم معرّی وغیرہ

### اردو ادب کی تاریخ:

1. اردو زبان کے آغاز اور ارتقا کا جائزہ

2. دبستان : دکن، دہلی، لکھنؤ

3. تحریکات : سرسید تحریک، رومانوی تحریک، جدیدیت،

4. نصاب میں شامل اصناف کا تعارف اور ارتقا



## اردو قواعد

علم بیان: تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل، کنایہ

علم بدیع: صنائع معنوی: ایہام، تجاہل عارفانہ، تلخیص، حسن

تعلیل، حشو، مبالغہ، مراعات النظر

صنائع لفظی: تجنیس، تکرار، ضلع جگت

فن شاعری: قافیہ، ردیف، وزن، مطلع، مقطع

نصاب کے تیس طلباء کی کمزوریوں یا غلطیوں کا اندازہ لگا کر ان کی خاطر خواہ اصلاح کی جاسکے۔ جانچ کے لیے مختلف قسم کے سوالات وضع کیے جائیں مثلاً: مختصر جواب والے سوالات، طویل جواب والے سوالات، مضمون کی نوعیت کے سوالات۔ علم، معلومات اور اظہار کی صلاحیت کے نقطہ نظر سے بھی سوالات پوچھے جانے چاہئیں۔ زبان کی صلاحیتوں کے فروغ کے تیس زبانی جانچ پر خاص توجہ دی جائے۔

## امدادی کتابیں

معاون درسی کتابیں (این سی سی آر ٹی)

اردو ادب کی تاریخ (این سی ای آر ٹی)

اردو قواعد کی نصابی کتاب (این سی ای آر ٹی)

## جانچ کا عمل:

نصاب کے تحت نصابی کتاب، قواعد، شعری اصناف پر مشتمل اسباق کی 80 فی صد تحریری اور 20 فی صد زبانی جانچ ضروری ہے۔ سالانہ امتحان کے علاوہ ہر ایک سیشن کے آخر میں امتحان لیا جانا چاہیے تاکہ

سکندری  
اور

ہائیر سکندری

کلاسوں

کے لیے

نصاب





# عام مرکزی اجزا

(Common Core Components)

ہندوستان کی حکومت، اتحاد اور یک جہتی کی حمایت کرنا اور اس کی حفاظت کرنا۔

ملک کا دفاع کرنا اور ضرورت پڑنے پر قومی خدمات بجالانا  
مذہبی، لسانی اور علاقائی یا گروہی تنوع کے باوجود ہندوستانی عوام  
میں اتحاد و اتفاق اور بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دینا۔  
ایسے رسم و رواج سے دست بردار ہونا جو خواتین کی قدر و منزلت  
کے خلاف ہوں۔

اپنے شاندار مشترکہ تہذیبی ورثہ کا تحفظ اور قدر کرنا  
قدرتی ماحول بشمول جنگلوں، جھیلوں، ندیوں اور جنگلی جانوروں  
کی حفاظت کرنا۔

سائنسی مزاج، انسان دوستی اور تجسس و اصلاح کا جذبہ پیدا کرنا  
جائیداد عامہ (Public Property) کی حفاظت کرنا اور تشدد  
کو ترک کرنا۔

انفرادی اور اجتماعی سرگرمیوں کے سبھی میدانوں میں بہتر کوشش  
کرنا تاکہ ملک، قوم، کوشش اور کامیابی کی اعلا منزلوں کی طرف  
مستقل گامزن ہو۔

ان مرکزی اجزا کو اسکول کے نصاب میں مناسب طریقے سے  
شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اجزا یقیناً قومی اشتراک کا شعور اور قدروں کو  
پیدا کرنے میں مددگار ہوں گے اور ایسی قوم، جماعت اور نظام قدر کی تخلیق  
کریں گے جس سے عام ہندوستانی شخص کو تقویت حاصل ہوگی۔

قومی شخص کو تقویت پہنچانے کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔ آئین ہند میں دی  
گئی قدروں سے اسکول کے نصاب کو آراستہ کر کے قومی یک جہتی اور سماجی  
اتحاد کو فروغ دینے کی ایک مضبوط دلیل موجود ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے  
1986 کی قومی تعلیمی پالیسی میں دس مرکزی اجزا کی شمولیت کو برقرار رکھنے کی  
ضرورت ہے جو حسب ذیل ہیں:

ہندوستان کی تحریک آزادی کی تاریخ

آئین کی پابندی

قومی شخص کی نشوونما

ہندوستان کا عام تہذیبی ورثہ

مساوات، جمہوریت اور سیکولرزم

جنسی مساوات

ماحولیاتی تحفظ

سماجی تفریق کو ختم کرنا

چھوٹے کنبے کے تصور کو فروغ دینا

سائنسی مزاج کا فروغ

ان مرکزی اجزا کے علاوہ آئین ہند کی آرٹیکل 51A میں مذکور بنیادی فرائض کو  
بھی عام مرکزی اجزا میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ بنیادی فرائض درج ذیل ہیں:

آئین کی پابندی اور اس کے اصولوں، اداروں نیز قومی پرچم اور  
قومی ترانے کا احترام

ان نیک تصورات، خیالات کی پرورش کرنا اور ان پر عمل کرنا  
جنہوں نے جنگ آزادی کی جدوجہد میں روح بھونکی